انٹرویو — روبرو

سید محمد کفیل بخاری
مہدی معاویہ

تیسری جنگ عظیم چھڑے گی۔ ایک طرف چین اور جاپان اور دوسری طرف امریکہ اور برطانیہ ہوں گے۔

جب تک جمہوری نظام کی جڑیں کھوکھلی کر کے اسے ختم نہیں کیا جاتا مقصد حاصل نہیں ہو گا۔

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے شاگرد مولانا محمدؐ صدیق ولی اللّٰہی سے گفتگو

مولانا محمد صدیق ولی اللّٰہی مدظلہ..... مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذِ رشید ہیں۔ بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں وہ قافلہ عبید اللّٰہی کی یادگار ہیں۔ ایک عہد کی یادگار! ان سے مل کر، ان کی باتیں سن کر اور انہیں دیکھ کر ماضی کی بے شمار..... گم شدہ اور گم کردہ، فراموش شدہ اور فراموش کردہ..... شخصیتیں، عظمتیں، روایتیں، حکایتیں، اور حقیقتیں یاد آ جاتی ہیں۔ بلکہ ہمارے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں۔

مولانا کی عمر اس وقت ۹۴ برس ہے۔ اور یہ ساری عمر انھوں نے مسافرت میں بسر کی ہے۔ ان کے نزدیک..... حکم بھی یہی ہے کہ..... "دنیا میں مسافر کی طرح رہو!" چنانچہ پاکستان بھر کے علمی مراکز، دینی مدارس اور شہر شہر میں موجود ان کے نیازمند، ہر وقت ان کی آمد کی توقع اور ملاقات کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ مولانا، کہیں بھی، کسی بھی وقت، کسی کو بھی اپنی ملاقات سے مشرف اور اپنے علم سے مستفید فرما سکتے ہیں۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے۔

درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر اس کا نہ دلی ہے، نہ صفاہاں نہ سمرقند

حال ہی میں مولانا کی "اچانک" تشریف آوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے..... "نقیب ختم نبوت" کے ارکانِ ادارت نے اس گفتگو کا اہتمام کیا۔ جسے اس شمارہ کا "مشمول" خاص کہنا چاہیے۔

(ادارہ)

★ آپ کی پیدائش کس سن میں اور کس جگہ ہوئی؟

● ۱۹۰۱ء نکودر ضلع جالندھر میں

★ آپ کا مکمل نام؟

● محمد صدیق ولد حکیم نظام الدین

★ آپ کے والد کا شغل کیا تھا؟

● وہ زمیندارہ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ حکمت بھی کرتے تھے۔ حکیم اجمل خان کے شاگردوں میں سے تھے اور انہوں نے شرح جامی تک دینی تعلیم جالندھر میں حاصل کی تھی۔

علی گڑھ کی اکثر کھیپ انگریز کی نمائندہ تھی۔

★ ابتدائی تعلیم کہاں ہوئی؟

● ضلع گجرات کے قصبہ "انہی" میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے پاس ہوئی جو فلسفہ کے نامور استاذ تھے۔ ان کے ہاں سے جو طالب علم تعلیم حاصل کر کے دارالعلوم دیوبند جاتا تو اس سے داخلے کا امتحان نہیں لیا جاتا تھا۔ یہاں میں نے قاضی مبارک تک تعلیم حاصل کی۔ اور اس وقت کے مروجہ درسِ نظامی کا نصاب مکمل کیا۔

★ "انہی" میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد کہاں تشریف لے گئے؟

● مزید تعلیم کیلئے اجمیر چلا گیا۔ وہاں مولانا معین الدین اجمیری کے مدرسہ معینیہ میں تعلیم حاصل کی۔ مولانا اپنے دور کے نامور فلسفی اور مجلس احرارِ اسلام اجمیر کے صدر تھے۔ یہاں سے میں ٹونک چلا گیا۔ وہاں حکیم برکات احمد ٹونکی سے فلسفہ کی کتابیں پڑھیں۔ پھر علی گڑھ میں گیا وہاں مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے چند اسباق پڑھے۔ یہ فلسفہ میں پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ کے بھی استاد تھے۔ اسی طرح ایک سال قرآن مجید کی تفسیر کا درس مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ سے لیا۔ جب کلکتہ میں انہوں نے مدرسہ دارالارشاد قائم کیا تھا۔

★ خاندان میں اور علماء بھی تھے؟

● میرے خاندان کے لوگ زمیندارہ کرتے تھے۔ صرف میرے والد صاحب نے چند دینی کتابیں پڑھیں۔

★ شادی کب ہوئی؟

● قریباً تیس سال کی عمر میں، اس وقت میں شاہکوٹ ضلع شیخوپورہ میں رہتا تھا۔ میرے دو بچے ہوئے محمد سعید اور عبدالرحمن دونوں بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ شادی کے چھ سال بعد میری اہلیہ بھی انتقال کر گئی۔

★ دوسری شادی کیوں نہ کی؟

● ضرورت ہر چند محسوس کی مگر بہ وجوہ نہ ہوسکی

★ آپ کی لائبریری میں اندازاً کتنی کتب ہوں گی؟

● پچاس ہزار کے قریب کتابیں میرے پاس موجود ہیں۔ ان میں قلمی نسخے بھی ہیں۔ خاص طور پر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی تفسیر کا قلمی نسخہ سورۂ یونس سے لیکر سورہ کہف تک موجود ہے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کی بخاری شریف کی قلمی تقریر ہے۔ اسی طرح مولانا عبیداللہ سندھی جب امروٹ (سندھ) میں پڑھایا کرتے تھے تو اس وقت کی بخاری کی قلمی تقریر موجود ہے۔

★ آپ کسی سے بیعت بھی ہوئے؟

● مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت ہوا تھا۔ پھر میں نے مولانا سید حسین احمد مدنی کی بیعت کرلی۔ مولانا

میں نے مجلس احرار اسلام کی مشہور تحریکِ کشمیر ۱۹۳۰ء میں حصہ لیا اور دو سال قید کاٹی۔

اشرف علی کی بیعت دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد ۱۹۲۰ء میں کی۔

★ مولانا تھانوی کی بیعت کو آپ نے کیوں ختم کردیا؟

● مولانا عبیداللہ سندھی سے ملاقات ہوئی، ان سے تبادلۂ افکار ہوا تو میں نے حضرت تھانوی کو خط لکھ دیا کہ اب چونکہ حضرت شیخ الہند کا مسلک سامنے آ گیا ہے۔ اس لئے آپ سے بیعت کے تعلق سے فارغ ہوتا ہوں۔

پھر میں مولانا سندھی کے پاس گیا اور عرض کیا کہ "حضرت! اب میں آپ کے ساتھ مکمل طور پر متفق ہوں، پہلے لاعلمی میں ادھر ادھر بھٹکتا رہا۔ یہ اسوقت کی بات ہے جب مولانا سندھی جلاوطنی ختم کرنے کے بعد کراچی میں قیام پذیر تھے۔

★ مولانا سندھی اور حضرت تھانوی کے مسلک میں کیا فرق تھا؟

● حضرت شیخ الہند کا فکر انگریز کے خلاف جہاد تھا۔ اور مولانا سندھی بھی انہی کے ساتھ تھے۔ مولانا تھانوی اجتہادی طور پر اینٹی انگریز موومنٹ میں شرکت کو درست نہ جانتے تھے۔ وہ ذرا کمزور طبیعت کے آدمی تھے۔ وہ کہتے تھے کہ انگریز کی طاقت بہت زیادہ ہے۔ ہم اس کے مقابل میں نہیں آسکتے۔

★ حضرت شیخ الہند سے پہلی ملاقات؟

● جب حضرت شیخ الہند قید سے رہا ہو کر مالٹا سے واپس آئے تو اسوقت ان سے ملاقات ہوئی۔ ان سے چند اسباق پڑھے اور اعزازی سند بھی حاصل کی۔ جو میرے پاس اب بھی محفوظ ہے۔

ان کے علاوہ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد الیاس دہلوی سے بھی بار ہا ملاقاتیں رہیں، میں ان سے مسلمانوں کے مختلف مسائل پر بات چیت کرتا، بعض باتیں فلسفیانہ انداز کی ہوتیں وہ جواب میں یہی فرماتے کہ میرے پاس تیری باتوں کا کوئی جواب نہیں۔۔۔۔۔ مولانا شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کے پاس خانقاہ رائپور میں رمضان المبارک کے مہینہ میں قیام رہتا۔ کئی مرتبہ حضرت رائپوری کی موجودگی میں خانقاہ میں درس قرآن مجید بھی دیا۔

> بدقسمتی سے ہماری مذہبی قوتیں غیر اسلامی نظام ریاست "جمہوریت" کو ذریعہ نجات سمجھ بیٹھی ہیں۔

★ حضرت شیخ الہند کے حوالے سے کوئی یادگار واقعہ؟

● مجھے بس اتنا یاد ہے کہ جب حضرت شیخ الہند نے علی گڑھ میں تقریر کی تو کہا!

"میں اس قدر ضعف اور ناطاقتی کے باوجود علی گڑھ میں اس لئے آیا ہوں کہ مجھے ذکر اللہ کی روشنی اور نمازوں کا نور نظر آرہا ہے۔ لوگوں کو جب کہا جاتا ہے خدارا! اٹھو، امت مرحومہ کو کفار کے نرغے سے بچاؤ۔ تو ان کے دل و دماغ پر غیر مسلموں کا خوف و ہراس چھا جاتا ہے۔ ان کو سوچنا چاہئیے کہ ڈرنے کے قابل صرف اللہ کی ذات ہے۔ ''فقاتلوا فی سبیل اللہ'' میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اگر میں علی گڑھ کی طرف ایک قدم آیا ہوں تو علی گڑھ میری طرف دس قدم آیا ہے۔"

اس موقع پر مولانا محمد علی جوہر کے سر پر دستار رکھی اور فرمایا۔

"جنکو ہم مدرسوں اور خانقاہوں میں ڈھونڈتے تھے وہ ہمیں اسکولوں اور کالجوں میں ملے۔ یہیں سے وہ مسٹر محمد علی سے مولانا محمد علی بنے۔ پھر حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ ہمارے اسلاف نے غیر ملکی زبان سیکھنے پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا تھا۔ ہاں یہ ضرور کہا تھا کہ اسکا اثر یہ ہوگا کہ لوگ ملحدانہ گستاخیاں کرنے لگ جائیں گے۔ اور ایسی تعلیم سے جاہل رہنا بہتر ہے۔ آج ہم اس زہر کو ختم کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں جو تعلیم میں سرایت کر گیا ہے۔ اور یہ زہر مسلم نیشنل یونیورسٹی ہے۔ اسی طرح جب مدرسہ نظامیہ کی بغداد میں بنیاد رکھی گئی تو علماء نے جمع ہو کر علم کا ماتم کیا کہ اب علم کو حکومت کے عہدوں کے لئے پڑھا جائیگا۔" جیسا کہ آجکل ہمارے ہاں وفاق المدارس میں بھی ہو رہا ہے۔

★ مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ سے آپ کی پہلی ملاقات؟

● ۱۹۱۹ء میں مولانا عبیداللہ سندھی سے ملاقات کیلئے پیدل سفر کر کے کابل گیا۔ امیر امان اللہ خاں کا دور تھا۔ اسی سال اس نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ یہ وہ دور ہے جب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری میدان سیاست میں آئے۔ میں نے کابل سے واپس آکر ۱۹۲۰ء میں درس حدیث کیلئے دارالعلوم

دیوبند میں داخلہ لیا۔ وہاں علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ سے دورۂ حدیث پڑھا۔ میرے دیگر اساتذہ میں مولانا رسول خان آف بفہ، حضرت شیخ الہند کے شاگرد تھے۔ ان کے علاوہ مولانا حافظ عبدالرحمن امروہوی جو مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد تھے۔

★ مولانا سندھی سے پہلی ملاقات تو کابل میں ہوئی اس کے بعد مولانا سے آپ کا رابطہ کیسے رہا؟

● مولانا سندھی جب مکہ مکرمہ میں تھے تو ان سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ رہا۔ ۱۹۳۹ء میں جب مولانا وطن واپس تشریف لائے تو ان سے باقاعدہ شاگردی کا سلسلہ شروع ہوا۔ مولانا جب کراچی میں جہاز سے اترے اور وہاں انہوں نے جلاوطنی کے ختم ہونے کے بعد پہلی تقریر کی تو اس موقع پر میں بھی سامع کی حیثیت سے موجود تھا۔ مولانا سے میں نے جامعہ ملیہ دہلی اور پیر آف جھنڈا (سندھ) میں پڑھا۔

★ مولانا سندھی کے حکم پر آپ نے کب اور کہاں کہاں کام کیا؟

● مولانا کے حکم سے ڈاکٹر ذاکر حسین (سابق صدر جمہوریہ ہند) کے جامعہ ملیہ میں ۱۹۴۳ء میں پڑھانا شروع کیا۔ فلسفہ کا مضمون دیا گیا تھا جسے میں نے قریباً آٹھ سال وہاں پڑھایا۔ فلسفہ میرا خاص موضوع تھا۔

★ مولانا عبید اللہ سندھی کے افکار و نظریات پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

● مولانا سندھی حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے افکار و نظریات کی ترجمانی کرتے تھے۔ ان نظریات کی اشاعت کیلئے انہوں نے "شاہ ولی اللہ سوسائٹی" قائم کی۔ اپنی جلاوطنی سے قبل انہوں نے دہلی میں "نظارۃ المعارف القرآنیہ" کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا تھا۔ جس میں جہاد کیلئے لوگوں کو عملی اور فکری طور پر تیار کیا جاتا تھا۔ اور یہ سب حضرت شیخ الہند کے مشورہ و تائید سے ہوا۔ حضرت شیخ الہند نے ہی مولانا سندھی کو ایک خصوصی مشن دے کر کابل بھیجا۔ تاکہ مولانا سندھی وہاں حضرت شیخ الہند کے افغانی شاگردوں میں تنظیم سازی کریں۔ مولانا سندھی اس سلسلہ میں سات سال کابل رہے۔ اس دوران آٹھ مہینے کیلئے ماسکو بھی گئے۔ جہاں انہوں نے کمیونزم کا قریب سے مشاہدہ کیا۔ تین سال ترکی رہے۔ اس کے بعد اٹلی سے ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچے۔ یہاں بارہ سال رہے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے افکار و

مولانا سندھی عصری علوم و فنون کی تعلیم اور انگریزی زبان سیکھنے کے زبردست حامی تھے۔

نظریات کو پھیلانے کیلئے دروس قرآن کے حلقے قائم کئے۔ وہاں کے علماء اور عوام کو تفسیر قرآن پاک پڑھائی۔ اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ کی کتابیں بھی پڑھائیں۔ مولانا سندھی عصری علوم و فنون کی تعلیم پر بہت زور دیتے اور انگریزی زبان سیکھنے کے زبردست حامی تھے۔

انگریز جاتے جاتے اپنے نمائندے یہاں چھوڑ گیا۔

ان کے اس دور کے مشہور شاگردوں میں مولوی عبداللہ کلنٹن ملایا، مولانا عبداللہ لغاری جو سانگھڑ سے تعلق رکھتے تھے۔ مولوی عبداللہ عمر پوری، علامہ موسیٰ جاراللہ جو بخارا ترکستان کے معروف عالم تھے۔ انہی نے مولانا سندھی کی عربی تفسیر قرآن قلم بند کی۔ ان کے علاوہ مولانا محمد مدنی جو سندھ سے تعلق رکھتے تھے اور مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی کے سسر تھے۔ اور بھی کئی لوگ جو عرب باشندے تھے یا وہاں کے سرکاری عہدیداران تھے انہوں نے مولانا سے استفادہ کیا۔ سرحد کے مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور حاجی ترنگزئی بھی آپ کے متاثرین میں سے تھے۔

★ مولانا سندھی کی ان تمام کوششوں کا مقصد کیا تھا؟

● ہندوستان سے انگریزوں کو نکالا جائے۔ اسی مقصد کیلئے وہ امیر امان اللہ خاں کے پاس گئے اور انگریزوں پر حملہ کرایا جس میں افغانستان کو ۱۹۱۹ء میں آزادی ملی۔ تب سفیر برطانیہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ

"آزادیٔ افغانستان، افغانوں کی فتح نہیں۔ یہ عبیداللہ سندھی کی فتح ہے۔ ہمارا افغانستان کیساتھ معاہدہ مکمل ہو چکا مگر اس پر دستخط اس وقت کریں گے جب عبیداللہ کابل چھوڑ کر چلا جائیگا۔

★ تحریک آزادی میں کس جماعت میں کام کیا؟

● مختلف جماعتوں میں کام کرنے کا موقع ملا۔ جمعیت علماء ہند، مجلس احرار اسلام اور کانگریس کے علاوہ سبھاش چندر بوس کی دہشت گرد پارٹی میں بھی رہا۔

★ مجلس احرار اسلام کی کن تحریکوں میں حصہ لیا؟

● میں نے مجلس احرار اسلام کی مشہور تحریک کشمیر ۱۹۳۰ء میں نمایاں حصہ لیا۔ ان دنوں جو قافلے کشمیر جاتے تھے ان کے ہمراہ انبالہ کے راستے کشمیر گیا۔ جموں میں دیگر ساتھیوں کے ہمراہ قید ہو گیا۔ دو سال قید کاٹی۔ رہائی کے بعد لاہور آ گیا۔ پھر جب قادیان میں احرار کا دفتر قائم ہوا تو مجھے وہاں بھیج دیا گیا۔ مولانا عنایت اللہ چشتی وہاں ہوا کرتے تھے۔ قادیان میں تین سال قیام رہا۔ وہاں احرار تبلیغ کانفرنس ۱۹۳۴ء کے موقع پر اسے کامیاب بنانے کیلئے بھرپور تیاریاں کیں۔ میرا وہاں بحیثیت مبلغ تقرر تھا لیکن کبھی تنخواہ نہیں لی۔ ایک مرتبہ قیام قادیان کے دوران مرزائیوں کے عبادت خانے میں جا نکلا۔ انہوں نے مجھے پکڑ کر تھانے بھجوا دیا۔ جہاں انہوں نے میرا اتا پتا لے کر والد صاحب کو خط لکھا۔ جس پر میرے والد صاحب مجھے یہاں سے لے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام کے تحت ۵۳ء کی برپا ہونے والی تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مرکزی کنونشن کے موقع پر ۵۲ء میں کراچی گیا۔

یہیں حضرت امیر شریعت کے جانشین مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری سے ملاقات ہوئی۔ وہ حضرت امیر شریعت کے ہمراہ کنونشن میں شرکت کی غرض سے کراچی آئے تھے۔ اس وقت صورت حال ایسی تھی کہ کراچی کنونشن میں شرکت کیلئے جانے والوں کو حکومت گاڑیوں سے اتار کر دور افتادہ علاقوں میں چھوڑ دیتی۔ اس پر ہم نے یہ ترکیب اختیار کی کہ ہر ڈبے میں ایک ایک، دو دو، ساتھی سوار ہوئے اور اس طریقے سے کراچی پہنچے۔ کنونشن کے بعد تحریک تحفظ ختم نبوت کو منظم کرنے کیلئے اندرون سندھ شہروں اور دیہاتوں کے دورے کئے۔ اور مؤثر افراد سے رابطہ کر کے انہیں تحریک میں شمولیت پر آمادہ کیا۔

★ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے کوئی یادگار ملاقات؟

● ملاقاتیں تو بہت ہیں لیکن اسوقت ضعیفی کی بنا پر دماغ سے بہت کچھ محو ہو چکا ہے۔ بس اتنا یاد ہے کہ وہ ایک بات تکرار سے کہا کرتے تھے۔

"مجھے ایک چیز سے محبت ہے اور ایک چیز سے نفرت! قرآن سے محبت ہے اور انگریز سے نفرت ہے"

میں اکثر ان سے ملنے آیا کرتا تو وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتے۔ وہ جن دنوں بیمار تھے انہی دنوں میں ملتان آکر ان سے ملا۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام فرزندوں کو کہہ رکھا تھا کہ یہ جب بھی آئیں تو ان کا خیال رکھنا۔ خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ الحمدللہ ابتک ایسا ہی ہوتا ہے۔ وہ مجھ سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح شاہ جی کرتے تھے۔

★ آپ سبھاش چندر بوس کی پارٹی میں بھی رہے ان سے کوئی خاص ملاقات؟

● ——— انکی ہر ملاقات خاص ملاقات ہوتی۔ وہ ہندوستان سے انگریز کو نکالنے کیلئے کسی بھی انتہائی اقدام سے گریز کے قائل نہ تھے۔ وطن کی آزادی ہی اُن کا پروگرام تھا۔ کلکتہ میں مولانا سندھی نے جو تقریر کی تھی اس میں سبھاش چندر بوس کو ایک مشن دیکر جاپان روانہ کیا تھا۔

★ اس وقت آپ بھی دہشت گرد تھے؟

● (ہنستے ہوئے) ایسا ہی سمجھ لیں۔

★ اس موقع پر مولانا سندھی نے کیا فرمایا تھا؟

● اس موقع کی تقریر تو ذہن میں نہیں البتہ دہلی میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں سبھاش چندر بوس بھی تھا۔ مولانا نے فرمایا "عنقریب دوسری جنگ عظیم چھڑنے والی ہے۔" مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے کہا

کہ مولانا جرمنی کا کیا ہو گا؟

انہوں نے فرمایا کہ "جرمنی نے اگر روس سے ٹکر لی تو پاش پاش ہو جائے گا۔ ہٹلر اور مسولینی کا نام ونشان تک باقی نہ رہے گا۔ جہاں تک سیاسی چالبازیوں کا تعلق ہے انگریز یہ کوشش کرے گا کہ روس کو اپنے ساتھ ملا لے۔"

کسی نے کہا کہ مولانا! آپ کسی کی بات سنتے ہی نہیں۔ جرمنی کی فوجیں ماسکو تک پہنچ چکی ہیں۔ روس آج ہے یا کل ہے۔ زیادہ سے زیادہ جنگ خزاں تک چلے گی۔ مولانا شیر کی طرح گرج کر بولے۔

"تم بکتے ہو، دیکھ لینا روس کو ہر گز شکست نہیں ہو گی۔ تمہیں پتہ ہی نہیں اسکی ریزرو فوج کتنی ہے؟ وہ سائبیریا کے جنگلوں میں چھپی ہوئی ہے۔ وہاں سے نکلے گی اور برلن میں آ کر رکے گی۔ برلن میں ہٹلر اور اسکی پارٹی کی موت پر دستخط کئے جائیں گے" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پھر کہا! "لوگوں کو فوجی تربیت حاصل کرنی چاہئیے۔ تاکہ انقلاب برپا کر کے ملک کے نظام کو چلا سکیں۔ وگرنہ ٹکے کا ایک انگریز ہو گا جو اس قوم پر حکمرانی کرے گا۔"

★ تقسیم ہند کے متعلق مولانا سندھی کی کیا رائے تھی؟

● ان کا خیال تھا کہ مرکز ایک ہونا چاہئیے۔ جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو وہاں ان کی مرضی کے خلاف کوئی قانون نہ بنایا جائے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر اپنے علیحدہ علیحدہ علاقے متعین کر لیں۔ مولانا نے دس ملکوں کی وحدتیں بنائیں۔ یہ جو پاکستان بنا ہے اس کی اسکیم مولانا سندھی سے علامہ اقبال نے اخذ کی۔ آپ مولانا سندھی کا منشور پڑھیں اس میں بتایا گیا ہے کہ ہم کس قسم کا قانون ملک میں لائیں گے۔ اس میں لکھا ہے کہ فوائد عامہ کی چیزیں قومی ملکیت قرار پائیں گی۔ ہر کاشتکار کو اتنی زمین دی جائیگی جتنی وہ کاشت کر سکے۔ مزدوروں کو کارخانے کے نفع میں حصہ دیا جائیگا۔ ان کیلئے صاف ستھرے گھر مہیا کئے جائیں گے۔ سودی کاروبار کو قطعاً ختم کر دیا جائیگا۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے پروگرام کا عنوان ہے "فک کل نظام" ہر بوسیدہ نظام کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ شاہ ولی اللہ "حجتہ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں کہ جب کمانے والے کی کمائی پر غیر کمانے والا قبضہ کر لیتا ہے تو لاکھوں کروڑوں انسان اقتصادی موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے اوقات میں انقلاب آنا حتمی اور یقینی ہوا کرتا ہے۔ چند افراد اٹھتے ہیں اور برسر اقتدار طبقہ کو بساط سیاست سے الگ کر دیتے ہیں۔

اگر ان میں طاقت نہ ہو اور قوم کی کشتی کا کھیون ہار نہ بن سکیں تو باہر سے کوئی طاقت آ کر نئے سرے سے نظام حکومت بناتی ہے۔ پہلا تمدن پھٹے ہوئے لباس میں اپنے ٹھکانے لگتا ہے۔ اگر تم اپنے ملک کے ظالم بادشاہوں کی حالت دیکھو تو تمہیں باہر کے ظالموں کی حالت دیکھنے کی ضرورت بھی نہ پڑے" البدور البازغہ" میں

شاہ ولی اللہ نے آج کے دور کا نقشہ کھینچا ہے۔

"ایسا دور آئیگا کہ زمین سے برکات ختم ہو جائیں گی۔ مصائب پے در پے آئیں گے۔ تکلیفیں یکے بعد دیگرے آئیں گی، تدبر دماغوں سے نکل جائیگا، ہر شہر میں ایک طرح کا عذاب ہو گا۔ بعض میں برق ہو گی بعض میں خسف ہو گا۔ عزتوں کو برباد کیا جائیگا۔ ملعونوں کی ایک جماعت ہو گی جس جگہ کسی (دیندار) کو پائیں گے قتل کر دینگے۔ پھر بھاگنے کی بھی جگہ نہ ملے گی۔ دہلی کو بھی میں ایسا ہی دیکھتا ہوں۔ ان فتنوں کا علاج ان وقوع سے پہلے ہے بعد میں مشکل ہو جائیگا۔ علاج یہ ہے کہ ایک تو اپنی تنظیم کرو دوسرا یہ کہ اللہ کی طرف رجوع کرو۔"

اسلام دو چیزوں کا نام ہے، مساوات انسانی، اور اللہ کی معرفت!

★ برصغیر کی آزادی کیلئے علماء نے ہی جدوجہد کی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہی علماء سیاسی طور پر شکست کھا گئے؟

● اصل میں تقسیم ہند کے وقت ایسا ہوا کہ انگریز جاتے جاتے اپنے نمائندے یہاں چھوڑ گیا۔ علی گڑھ کی اکثر کھیپ انگریز کی نمائندہ تھی۔ اور آج ان کے نمائندے پاکستان پر مسلط ہیں۔ مگر آزادی تو علماء کی قربانیوں کی وجہ سے ملی۔ ان کے اس کردار کو تاریخ سے حذف نہیں کیا جا سکتا۔ کامیابی یا ناکامی کوئی معیار نہیں۔ اصل معیار کردار ہے۔ اور علماء حق کا کردار تاریخ کی بہت بڑی سچائی ہے۔ ہماری سیاست میں جھوٹ کو بنیادی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس لئے سچے لوگ اس سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔

لیکن ایسا وقت ضرور آئے گا جب پورے ایشیاء سے یہود و نصاریٰ کا تسلط علماء کی وجہ سے ہی ختم ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

★ آزادی کے بعد ہندوستان کا کردار کیا ہے؟

● یہاں سے بالکل مختلف۔ پاکستان میں اسلام کا نام لیکر اسلام کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ وہاں نہیں ہوا۔ انہوں نے آزادی کے ہر کارکن کی قدر کی اور یہاں آزادی کے کارکنوں کو غدار کہا گیا۔

★ اپنے تجربہ و مشاہدہ کی روشنی میں ملک کی دینی و سیاسی صورت حال اور بین الاقوامی حالات کے بارے میں آپ کچھ کہیں گے؟

● میرے خیال میں تیسری جنگ عظیم چھڑے گی۔ ایک طرف چین اور جاپان ہو گا۔ دوسری طرف امریکہ اور برطانیہ ہو گا۔ جس میں امریکہ اور برطانیہ کو شکست ہو جائے گی۔ اس کے بعد مسلمانوں کے غلبے کی شکل پیدا ہو گی۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ نے "تفہیمات الٰہیہ" میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ۔

"میرا وجدان یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر سیاسی غلبے سے ہندوستان میں ہندوؤں کی مذہبی حکومت قائم ہو گئی تو ایسے حالات میں اس کے بڑے بڑے لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ ان کے مسلمان ہونے سے اسلام کو تقویت پہنچے گی۔

بقیہ صـ ۳۲ پر